آج سے سو سال قبل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے اپنے ایک فتویٰ میں فروغ اہل سنت کے لئے ایک جامع اصول مرتب فرمایا تھا جو آج بھی دانشوران قوم و ملت کو دعوت فکر و نظر دے رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کا

ایک اہم فتویٰ

مولفہ
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ

ناشر:
رضا اکیڈمی
۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک، ممبئی ۹

بفیض روحانی
حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد رضا قدس سرہ کا ایک اہم فتویٰ

مولفہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ

ناشر
رضا اکیڈمی
۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ـ ۹
فون : 66342156 / 66659236

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ :۔ از لاہور، انجمن نعمانیہ، مرسلہ مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی، صدر ثانی انجمن۔ ۱۵؍جمادی الاخری ۱۳۳۰ھ

جناب مخدوم معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیوضکم ۔ بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گزارش والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا۔ مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ باوجودیکہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرم الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے، اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی اور وہ بھی تشریف لائے۔ عریضہ ہٰذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں۔

جناب نے جس روشن ضمیری اور امدادِ باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں ایسا بے نظیر و مستند فتوی (یعنی فتویٰ الجلی الحسن فی حرمۃ اخ اللین جو کتاب النکاح میں ہے) بنصوصِ صحیحہ رقم فرمایا ہے اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس حاضرِ وقت تا حال حالتِ وجد میں ہیں اور بار بار **اللھم بارک فی عمرھم و اقبالھم و مجدھم وایمانھم و علوِ شانھم فی الدارین** کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے کا اصرار کر رہے ہیں۔ اب آنجناب براہِ عنایت میرے سوالات کا جواب بھی ارشاد فرمائیں۔

(۱) کیا اس مسئلے میں جو غلطی فتوی دینے والوں کو ہوئی وہ بہت کھلی اور فاش ہے یا بہت باریک قسم کی غلطی ہے جہاں اعلیٰ درجے کے عُلما بھی مغالطے میں پڑ سکتے ہیں؟

(۲) بریلی، بدایوں اور پیلی بھیت وغیرہ کے مستند علما اور ان کے فیض یافتوں پر کس حد تک آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا چاہئے؟ یہ سوال ان بے چارے حنفی مسلمانوں کی طرف سے ہے جو میری طرح علم کی آنکھیں نہیں رکھتے اور جن کی تعداد کثیر ہے۔

(۳) ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسے کے علما و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں

سے فراہم کرنا چاہیے؟

(۴) یہ کہ انجمن نعمانیہ کو تاحال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں ہوئی کہ کم از کم آنجناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانہ کے لیے باوجود متواتر تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کے بھی ارسال کی جائیں۔ حالانکہ انجمن ان کا ہدیہ ادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔ اگر اس فتوی کے وقت'' سیف المصطفی علی ادیان الافتراء ''اور'' نقدا لبیان لحرمة ابنته اخ اللبان ''و''کا سر السفیه الواهم ''کتب خانہ میں موجود ہوتیں تو یہی خاکساران کو نکال کے...... کی خدمت میں پیش کر دیتا۔

(۵) کیا جناب کی رائے میں حنیف حنفیوں کا کوئی مجموعی مرکز بنانے اور ان کو تقویت دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی کیا تدبیر اور سامان جناب کے خیال میں ہیں؟

(۶) لامذہبوں کے پنجاب میں بالخصوص اور بد مذہبوں کے بالعموم حملوں کی مدافعت کی کیا تدابیر جناب کے خیالِ مبارک میں ہیں؟

(۷) عقائدِ حنفیہ کے متعلق جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں بالمشافہ گفتگو ہو کر قرار داد ہونے کے بعد بھی مسودۂ عقائدِ حنفیہ آنجناب کی طرف سے نہ بھیجا۔ اور اس کے نہ پہنچنے پر مجبوراً یہاں سے مسودہ تیار کر کے آنجناب کی خدمت میں بھیجا گیا جس کی کوئی ترمیم واصلاح یا تصدیق تو درکنار اس کی رسید بھی مرحمت نہ ہوئی۔ اس کم توجہی کی اصلی وجہ کیا ہے؟ اب عقائدِ حنفیہ جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کیے ہیں، ارسالِ خدمت ہیں۔ وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں۔ دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں۔

(۸) لامذہبوں یا بد مذہبوں کے ساتھ اگر زبانی مباحثہ کی ضرورت پڑے تو آنجناب کون کون سے علماء کو اس قابل سمجھتے ہیں جو علاوہ قابلیت سفر وغیرہ بھی خالصاً للہ اٹھانے کے لیے آمادہ ہوں؟

(۹) ایک فہرست ایسے علماء اسلام کی جو بالکل آپ کے ہم خیال اور مستند ہوں مع ان کے پورے پتہ کے کس لیے تاحال باوجود جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب کی

خدمت میں گزارش کرنے کے نہیں پہنچی؟اور کب تک وہ بہم پہنچ سکتی ہے ؟

(۱۰) باوجود انجمن نعمانیہ کی آنجناب کے ساتھ تمام ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہوجانے اور اراکین انجمن کو آنجناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز ہونے کے، جناب کی طرف سے کسی خاص التفات کا اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا، کون سی وجوہات پر مبنی ہے؟ اگر انجمن میں کوئی امور قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟

الجـــــــواب

(۱) نظر بحالِ زمانہ تو یہ غلطی نہایت دقیق بات میں خطاء فی الکفر کے قبیل سے ہونی چاہیے کہ مولو اسحاق صاحب دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عالم صاحب مرادآبادی نے کھائی۔ پھر غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل مجتہد العصر نذیر حسین صاحب نے کھائی۔ پھر ایک بڑے مدعی انـــا ولا غیـری مولوی بردوانی صاحب نے کھائی، اور ایک طویل تحریر بزعمِ خود اس کے اثبات میں لکھی۔ پھر زمانہ حال میں ان حضرات کے آڑے آئی۔ مگر نظر بواقع وہ بہت کھلی فاحش.......... جس میں ہمارے سنی ذی علم حضرت کا وقوع صرف وہی جواب رکھتا ہے جو حضرات سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

جناب سے سوال ہوا۔ اَیَزْنِي العارفُ دیر تک سر بگریباں رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا و کان امرُ اللّٰہِ قدراً مقدوراً (اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہو کر رہے گا) چوں قضا آید طبیب ابلہ شود۔

اذا جـاء القدر عمی البصر و اذا جاء القضاء ضاق الفضا (حکم تقدیر آتا ہے تو آنکھ اندھی ہوجاتی ہے اور حکم ربانی کے وقت فضا تنگ ہوجاتی ہے) نســأل اللّٰــہ العـفو العافیۃ اناللّٰہ و انا الیہ راجعون، لاعاصم الیوم الامن رحم ربی (آج وہی بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے) لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

مولانا اس فتویٰ باطلہ کا اِبقاء ہرگز ٹھیک نہیں۔ باطل کا اِعدام افنا چاہیے نہ کہ تحفظ و اِبقا بد مذہبوں گمراہوں سے جو اباطیل خارج از مسائل مذہب واقع ہوں ان کی اشاعت مصلحتِ شرعیہ ہے کہ مسلمانوں کا ان پر سے اعتبار اٹھے۔ ان کی ضلالات میں بھی اتباع نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے: اَتَرْغبون عن ذکرِ الفاجر متیٰ یعرفہ الناسُ

اُذکر وا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس

کیافاجر کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرتے ہو؟لوگ اسے کب پہچانیں گے؟ فاجر میں جو برائیاں ہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے حذر کریں۔

اوراہل سنت سے بتقدیرالٰہی جوایسی لغزش فاحش واقع ہو٬اس کااِخفاءواجب ہے کہ معاذ اللہ لوگ ان سے بدااعتقادہوں گے۔تو جونفع ان کی تقریراورتحریر سے اسلام وسنت کو پہنچتا تھا اس میں خلل واقع ہوگا۔اس کی اشاعت اشاعتِ فاحشہ ہے۔اور اشاعتِ فاحشہ بنصِ قطعی قرآن عظیم حرام۔قال اللہ تعالیٰ۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة

جولوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہوان کے لیے دنیااور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

خصوصاً جبکہ وہ بندگانِ خداحق کی طرف بے کسی عذروتامل کے رجوع فرماچکے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:**من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ قال ابن المنبع وغیرہ المراد ذنب تاب عنہ قلت وقد جاء کذا مقیدافی الروایة کما فی" الشرعة" فی الحدیقة الندیة"**

جس نے اپنے بھائی کوکسی گناہ کی وجہ سے عاردلایا،وہ مرنے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔ابن منیع کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کرلی گئی ہو۔میں کہتا ہوں شرعہ اورحدیقہ میں روایت میں ہی توبہ کی قید لگی ہوئی ہے۔

ولہذا ابتا کیداکید گزارش کہ عمائدومشاہیر علمائے اہل سنت وجماعت جس امر میں متفق ہیں یعنی عقائد مشہورہ متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلادغدغہ ان کے ارشادات پر حامل ہوں۔یوں ہی وہ فرعیات جواہل سنت اوران کے مخالفین میں مابہ الامتیاز ہورہے ہیں جیسے مجلس مبارک وفاتحہ وعرس واستمداداوندا٫وامثالہاباقی رہیں فرعیاتِ فقہیہ جن میں وہ مختلف ہوسکتے ہیں خواہ بسببِ اختلاف روایات،خواہ بوجہ خطائی الفکر یابسبب عجلت وقلتِ تدبر یابوجہ کمی

ممارست ومزادلت فقہ۔ان میں فقیر کیا عرض کرے۔

مراسوزیست اندردل اگر گویم زباں سوزد وگردم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

آہ آہ، آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروغ وعقائد وفقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاش للہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد وولی نعمت تھے بلکہ اس لیے کہ **الحق والحق اقول، الصدق واللہ یحب الصدق**

میں نے اس طبیب صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب وعجم میں جس کا نظیر نہ آیا۔ اُس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصولِ حنفی سے استنباطِ فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگر چہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر ودقیق ومعضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتہ نہیں۔ خادم کمینہ کو مراجعتِ کتب واستخراجِ جزئیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے ''ظاہراً حکم یوں ہونا چاہیے'' جو وہ فرماتے وہی نکلتا۔ یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادتِ مطالعہ نے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔

عجم کی حالت تو آپ ملاحظہ ہی فرماتے ہیں۔ عرب کا حال یہ ہے کہ اس جناب قدس سرہ کا یہ ادنیٰ خوشہ چیں دزلہ رہا، جو مکہ معظّمہ میں اس بار حاضر ہوا۔ وہاں کے اعلم العلماء وافقہ الفقہاء سے ٦۔٦ گھنٹے مذاکرۂ علمیہ کی مجلس گرم رہتی۔ جب انہوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقہ حنفی کے دوحرف جانتا ہے، اپنے زمانہ کے عہدِ افتاء کے مسائل کثیرہ جن میں وہاں کے علماء سے اختلاف پڑا یا اشتباہ رہا، اس ہیچ میرز پر پیش فرمانا شروع کیے جس مسئلہ وحکم میں اس احقر نے ان کی موافقت عرض کی آثار بشاشت ان کے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوئے۔ اور جس میں عرض کر دیا کہ فقیر کی رائے میں حکم اس کے خلاف ہے، سماع دلیل سے پہلے آثارِ حزن نمایاں ہوئے۔ اور خیال فرمالیتے کہ ہم سے اس حکم میں لغزش واقع ہوئی۔ یہ اسی طبیبِ حاذق کی کفش برداری کا صدقہ ہے۔

دوم والا حضرت تاج الفحول محبِ رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری

بدایونی قدس سرہ شریف۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی۔ ان کی سی وسعتِ نظر وقوتِ حفظ وتحقیق انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔

ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتوی پر عمل ہو۔

فقیر نے جواب میں عمائد و مشاہیر علمائے اہل سنت کی تخصیص کی اور جناب نے فیض یافتوں سے بھی سوال فرمایا ہے۔ فیض کے لیے عرضِ عریض ہے میں یہاں مطلقاً اتنا بھی عرض نہیں کر سکتا ہے جو حضرات عمائد کی نسبت گزارش کیا۔

مولانا! اس تقریر فقیر کو اصول کے ایک اختلافی مسئلہ میں اس قول پر محمول نہ فرمائیں کہ متکلم اپنے عمومی کلام میں داخل نہیں ہوتا۔ حاشا فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب العلم ہے۔ کبھی خواب میں بھی اپنے لیے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا۔ اور بحمدہ تعالیٰ بظاہر اسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمت الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں۔ اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علمِ حق کا افاضہ فرماتے ہیں اور انھیں کے رب کریم کے لیے حمد ہے۔ اور ان پر ابدی صلوٰۃ وسلام۔

(۳) مدرس کے لیے ذی علم، ذی فہم، سنی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے۔ صحتِ عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہوگی۔ اور یہ لوگ خود معروف نہ ہوں تو اہالی نمبر نہم کی معرفت لیے جائیں۔ اور ان سے عرض کی جائے کہ حضرات کسی سفارش، خوشامد، رعایت پر کار بندی نہ فرمائیں، المستشار موتمن پر۔

(۴) نیاز مند کی ۴۰۰ / چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاوضہ تقسیم ہوئیں۔ جس کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہوگیا۔ بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً رمضان مبارک ۲۰ھ میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کیے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آ گئی۔ ان کی فہرست اب فقیر کو یاد نہیں غالباً دفتر انجمن میں ہو۔ اگر وہ معلوم ہو جائے تو بقیہ رسائل جو ادھر

چھپے اور مطبع میں ان کے نسخے رہے۔ بالراس والعین نذر انجمن بلا معاوضہ ہوں گے۔ دو برس سے عنانِ مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے جس نے طریقۂ فقیر تقسیمِ کثیر بلاعوض کو منسوخ کر دیا۔ پھر بھی انجمنِ نعمانیہ کے لیے ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔

(۵) خالص اہل سنت کی ایک قوتِ اجتماعی کی ضرورت ہے۔ مگر اس کے لیے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے۔ ا/علماء کا اتفاق، ۲/تحمل شاق قدر بالطاق، ۳/امراء کا انفاق لوجہ الخلاق یہاں سب مفقود ہیں فانا للہ و نا الیہ راجعون۔

ہمارے اغنیاء نام چاہتے ہیں۔ معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اُڑا دیں' خزانوں کے منھ کھول دیں، یونیورسیٹی کے لیے کتنی جلد تیس لاکھ جمع ہو گیا۔ مدرسہ دیو بند کو ایک عورت نے پچاس ہزار دے دیا۔ مگر کسی سنی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا؟ اول تو تائیدِ دین و مذہب جن کا نام لیے گھبرائیں گے۔ میاں ان مولویوں کے جھگڑے ہیں۔ اور شرما شرمی خفیف وذلیل چندہ بھی مقرر کیا تو لایو دہ الیک اِلامادمت علیہ قائما (جب تک سر پر سوار رہو دیں گے) بلکہ تقاضا کیجئے تو بگڑیں۔ اور ڈھیل دیجئے تو سور ہیں۔ ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وہ جال معلوم نہیں جس سے وہابیہ خذ لھم اللہ تعالیٰ بندگانِ خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ اس کے لیے ریا ونفاق ومکر وخداع وبے حیائی وبے عزتی لازم ہے۔ وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے۔ پھر کہیے کام کیونکر چلے؟ ابھی ایک نمبری وہابی ایک بااثر صوفی کے یہاں چندہ لینے گیا۔ انہوں نے فرمایا: سنا ہے تم احمد رضا کے مخالف ہو؟ کہا حاشا میں تو اسی در کا کتا ہوں۔ کتا بن کر پانچ سو روپے لے آیا۔ علماء کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں، حمایتِ مذہب کے نام سے گھبراتے ہیں۔ جو بندۂ خدا اپنی جان اس پر وقف کرے اُسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔ مداہنت ان کے دلوں میں پیری ہوئی ہے۔ ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا۔ عباراتِ ندوہ سن کر ضلالت ضلالت کی رٹ لگادیں۔ اور جب کہیے حضرت لکھ دیجئے۔ بھائی لکھواؤ نہیں، ہمارے فلاں دوست بُرا مانیں گے۔ ہمارے فلاں

استادکو برا لگے گا۔ بہت کو یہ خیال کہ مفت او کھلی میں سر دے موسل کون کھائے؟ بدمذہب دشمن ہو جائیں گے۔ دانتوں پر رکھ لیں گے۔ گالیاں، پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے۔ طرح طرح کے بہتان افتراء اچھالیں گے۔ اچھی بچھی جان کو کون جنجال میں ڈالے۔ بعض کو یہ کد کہ حمایتِ مذہب کی تو صلح کلی نہ رہے گی۔ ہر دل عزیزی جا کر پلاؤ، قورمے، نذرانہ میں فرق آئے گا، یا کم از کم آؤ بھگت تو عام نہ رہے گی۔

اتفاقِ علماء کا یہ حال کہ حسد کا بازار گرم، ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہتیرے سچے اس کے مخالف ہو گئے۔ اس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے، کہ ''ہیں'' لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔

اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل، قاصروں کو ذی فضل بنانے کی کیا کوشش کرے گی۔ حاشا یہ کلیہ نہیں مگر للاکثر حکم الکل

الحمدللہ یہاں متکلم عموم کلام سے ضرور خارج ہے وجہ ربی الحمد ابدا۔ فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے۔ اپنے سے جسے زیادہ پایا، اگر دنیا کے مال ومنال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا۔ پھر سے حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف وافضال میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی وقدم بوسی کو اپنا فخر جانا پھر حسد کیا؟ اپنے معظم بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایتِ دین پر دیکھا، اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً اور تقریراً اساعی رہا۔ اس کے لیے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کیے جس پر میری کتاب المعتمد المستند وغیرہ شاہد ہیں۔ حسد شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کے لیے حمد ہے کہ میں نے کبھی اس کے لیے خواہش نہ کی۔ بلکہ ہمیشہ اس سے نفور اور گوشہ گزینی کا دلدادہ رہا۔ جلسوں انجمنوں کے دوروں سے دور رہنا انہیں دو وجہ پر تھا۔ اول حب خمول، دوم ؎

زمانہ می نخر وعیب وغیرہ از نیم نیست　　کجا برم خرِ خود را بایں کساد متاع

اور اب تو سالہا سال سے شدت ہجوم کار وانعدام کلی فرصت وغلبۂ ضعف ونقاہت نے

بالکل ہی بٹھا دیا ہے۔ جسے میرے احباب نے نازک مزاجی بلکہ بعض حضرات نے غرور وتکبر پر حمل کیا۔ اور اللہ اپنے بندہ کی نیت جانتا ہے۔ بالجملہ اہل سنت سے امورِ ثلثہ مفقود ہیں۔ پھر فرمائیں صورت کیا ہو۔

دفع گمراہان میں جو کچھ اس حقیر ہیچ میرز سے بن پڑتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ ۱۴ ربرس کی عمر سے اس میں مشغول ہے۔ اور میرے رب کریم کے وجہ کریم کو حمد کہ اس نے میری بساط، میرے حوصلے، میرے کاموں سے ہزاروں درجہ زائد اس سے نفع بخشا۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں اسی قوت متفقہ پر موقوف ہے جس کا حال اوپر گزارش ہوا۔ بڑی کمی امرا کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے، حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپیہ کے نہ چلے گا" کوئی باقاعدہ عالی شان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ کوئی اخبار پرچہ آپ کے یہاں نہیں۔ مدرسین، واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدرِ حاجت آپ کے پاس نہیں، جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں۔ جو فارغ البال ہیں وہ اہل نہیں۔ بعض نے خون جگر کھا کر تصانیف کیں تو چھپیں کہاں سے کسی طرح کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو۔ دیوان نہیں، ناول ہیں کہ ہمارے بھائی دو چیز کا ایک روپیہ دے کر شوق سے خریدیں۔ یہاں تو سر چپٹینا ہے۔ روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اول عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

ثانیاً طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

ثالثاً مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

رابعاً طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین، پھر تصنیف ومناظرہ میں بھی توزیع ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

خامساً ان میں جو تیار ہوتے جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً اور تقریراً وعظاً ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں۔ مولانا! گزری حالت میں تو

کوئی بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے سامنے آنہیں سکتا۔ دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کرسکتا ہے۔

سادساً حمایتِ (مذہب) ورد بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

سابعاً تصنیف شدہ اور نوتصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔

ثامناً شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبیِ اعدا کے لیے اپنی فوجیں، میگزین، رسالے بھیجتے رہیں۔

تاسعاً جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں۔ اور جس کام میں انہیں مہارت ہو، لگائے جائیں۔

عاشراً آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں۔ آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں۔ بلکہ مولانا! روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت صرف تنخواہوں کی لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں۔ ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجئے اب آپ کی سی کہے گا۔ یا کم از کم بہ لقمہ درختہ بہ تو ہوگا۔ دیکھئے حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھید رم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر ہے۔

(۷) مسودہ عقائدِ حنفیہ کہ یہاں بنظرِ استصواب آیا تھا، بعد ترمیماتِ ضرور یہ گیا بھی۔ اور انجمن کو پہنچا بھی۔ اور انجمن نے اس میں اکثر ترمیمات کو قبول فرمایا بھی۔ اس پر گواہ خود یہ مسودہ تازہ ہے کہ جناب نے اب ارسال فرمایا ہے۔ اکثر انہیں ترمیمات پر مشتمل ہے جو فقیر

نے ایک نہایت سرسری نگاہ میں عرض کی تھیں ۔ مگر جناب کا یہ فرمانا بھی کہ ترمیم یا تصدیق درکنار تو نے رسید بھی نہ بھیجی بجائے خود ہے ۔ واقعی فقیر ترمیم کر کے بھیج چکا اور واقعی ترمیم کر کے فقیر نے نہ بھیجا۔ اس معمہ کا حل یہ ہے کہ فقیر بے حد عدیم الفرصت ہے۔ خاطر خواہ ترمیمیں (مگر دفترے دیگر املا کند) کی مصداق ہوتیں۔ اس کے لیے وقت نہ ملتا تھا۔ ایک ضرورت شدیدہ سے پیلی بھیت جانا ہوا۔ حضرت مولانا محدث سورتی دامت برکاتہم نے اس کا ذکر فرمایا۔ فقیر نے عرض کی وقت فرصت سن لوں گا ۔ نصف شب کے قریب وہاں کی ضروریات اور احباب کی ملاقات سے فارغ ہوا۔ اس وقت وہ مسودہ فقیر کو سنایا گیا۔ جا بجا تبدیلات و نقص وزیادات ومحو اثبات عرض کرتا گیا اور حضرت ممدوح تحریر فرماتے گئے ۔ ۱۸ صفحہ تک اس وقت ہوا۔ پھر صبح بعدِ فراغِ وظائف جبکہ ریل کا وقت قریب تھا، بقیہ بعجلتِ تام تمام کیا۔ مولوی ابوالعلاء امجد علی صاحب سلمہ بھی ہمراہ تھے۔ ان سے گزارش کی کہ آپ کے پاس بھی ایک مسودہ آیا ہوا ہے یہی ترمیمات آپ بھی لکھ بھیجنا، اور اتفاق رائے فقیر سے بھی انجمن مبارک کو اطلاع دیں۔ مگر بریلی آکر مولوی صاحب کو کثرتِ کار میں یاد نہ رہا۔ یوں وہ اصلاحات فقیر کی طرف سے پہنچیں بھی اور نہیں بھی۔

اب اولاً مسودہ ثانیہ بعض تو اغلاطِ کاتب ہیں انھیں فقیر نے بنادیا ہے۔ ان میں بعض بہت ضروری اللحاظ ہیں۔ ثانیاً بعض نئی ترمیمات اور خیال میں آئی ہیں۔ خواہ عبارت سابقہ پر یا اب جو مسودہ ثانیہ خود انجمن نے محو واثبات کیا اس پر۔ ثالثاً اصلاحاتِ سابقہ میں سے اکثر تو قبول فرمائی گئیں مگر بعض وہ بھی ہیں کہ اس مسودۂ ثانیہ میں بھی متروک ہوئیں یا نظر سے رہ گئیں۔ خصوصاً ان میں بعض کا نہ پانا زیادہ مشوش خیال ہوسکتا ہے کہ بحال عمراُلاقل رعایت ومداہنت کا سخت پہلو نکلتا ہے۔ ہاں سہواً ترک ہوا تو **رفع عن امتی الخطاء النسیان** ارشادِ والا ہے۔

رابعاً ان سب کے بعد بھی بحکم **المستشار موتمن** مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ سب مقاصد اجمالاً یہاں گوش گزار کروں۔

خوں شدم زاندیشہ انجام ایں معیار حق کایں ہمہ اصلاحہا گرہست وحاصل شد چہ شد

ہر کہ چوں من آزماید روشناسہ ہمچو من ورنہ گرابلیس آدم روئے شامل شد چہ شد

من جرب بتجربتی عرف معرفتی جس نے میری طرح آزمایا وہ میری طرح جان لے گا

مولانا! اس مسودہ سے بعض عقائد اہل سنت پر عوام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ ایک معیارِ سنیت قائم فرمانا ہے، کہ جو اس پر تصدیق کردے ہمارا ہے، ع چشم و دل را از دست نور سرور۔ اور جو نہ مانے بے گانہ ہے۔ ع سایہ اش دور باد از مادور۔ مگر بہ ہزار افسوس یہ گزارش کہ یہ غرض اس مسودہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی جب تک وہ ضلالتیں کہ آج کل مدعیان اسلام بلکہ مدعیان سنیت میں پھیلی ہوئی ہیں، تصریحاً ان کا ذکر اور ان سے تبریہ نہ ہو۔

مولانا! مجھے تجربہ ہوا ہے ایک دو نہیں صدہا ایسے ابلیس آدم رو ملیں گے کہ ان مسائل پر دستخط کردیں گے۔ اور نہ صرف سنیت بلکہ اسلام کے کٹر دشمن اور آپ کے جرگہ حق میں شامل ہوکر آپ کے مذہب کے بیخ کن ہوں گے۔ اسی لیے ائمہ کرام نے ایسوں کے اسلام کو کلمہ شہادت ہرگز نہ جانا، جب تک مسلکِ خبیثہ سے صراحۃً براءت نہ کریں۔ جامع الفصول دوجیز کردری و بحر الرائق و درمختار وغیرہا میں ہے:

ولواتی بهمااى باالشهادتين على وجه العادة لم ينفعه مالم يتبرأ

عادۃً کلمہ شہادت کا پڑھنا گمراہ کو مفید نہیں جب تک وہ اپنی ضلالتوں سے براءت نہ کرے۔

چند سال ہوئے ایک مولوی صاحب، شاہ صاحب، واعظ صاحب نے فقیر سے اپنی سنیت کی سند تحریری مانگی۔ فقیر نے انہیں لکھا حضرت تصریح نفی فتن دائرہ میں چاہیے۔ الم احسب الناس ان يتركوا ان يقولو ا آمناوهم لايفتنون (کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ آمین کہنے سے چھٹی مل جائے گی اور وہ آزمائے نہ جائیں گے) اور پھر امور عشرین لکھ کر بھیجے، انہوں نے بے تکلف دستخط فرمادی۔ فقیر نے سند سنیت انہیں بھیج دی۔ وہ امور بعض اضافاتِ جدیدہ (کہ ان برسوں میں ان کی حاجت ہوئی کہ فتن روزانہ متجدد ہیں) عرض کروں انہیں غور فرمائیں۔ انجمن اگر ان کی اشاعت پسند فرمائے اور ان پر بلا دغدغہ تصدیق کو معیار سنیت ٹھہرائے تو انشاء اللہ العزیز یہی کافی ووافی ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں اور یہ نہ

ہوں تو شرح عقائد و مقاصد و مواقف کے ترجمے چھاپ کر اس پر دستخط لیجیے ہرگز کفایت نہیں ....مولانا! بحمدہ اللہ میں نے آپ کے رنگ تحریر سے سمجھا کہ آپ صاف گو ہیں اور امر حق میں اسی کو پسند فرماتے ہیں اور الحق کو یہی پسند حق ہے: **فاصدع بماتومرواواعرض عن المشرکین** جس کا حکم دیا گیا علی الاعلان فرمادیں اور مشرکین سے اعراض فرمائیں بحمدہٖ وسبحانہٖ یہی طریقہ فقیر کا ہے۔

فاش می گویم واز گفتہ خود دلشادم　　　بندہ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم

اب یہاں پانچ صورتیں ہیں:

(الف) اقوال ضلال کے قائلین اور کتب کی صریح تصریح

(ب) صرف نام کتب

(ج) متن میں صرف اقوال اور حاشیہ پر نام قائل و کتاب

(د) حاشیہ پر صرف نام کتاب

(ہ) مجرد اقوال بے اشعار نام قائل و کتاب

حاش للہ طریقہ خامسہ میں کفایت نہیں ۔میں نے اپنی آنکھوں سے متعدد بار متعدد شہروں میں وہ دیکھے ہیں کہ ان عبارات کی نسبت ان سے سوال ہوا۔صاف صاف حکم کفر وضلال لکھ دیا۔جب کہا گیا کہ یہ قول فلاں شخص یا فلاں کتاب کا ہے،فوراً پلٹ گئے کہ ان کو تو ہرگز نہ کہوں گا۔

مولانا! آج کل تو یہ حالت ایمان رہ گئی ہے۔اللہ ورسول کو گالی دینا ضرور کفر ہے مگر زید گالی دے تو معاف ہے **انا للہ وانا الیہ راجعون** بہرحال یہاں طریق اوسط اختیار کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ مبارک انجمن کون سا پسند فرماتی ہے **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل**

میں نے قصد کیا تھا کہ امور عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آ گئی ہیں ساقط اور بعض

جدید اضافہ کروں۔اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیاداتِ کثیرہ جلیلہ جزیلہ ذکر کروں کہ انجمن پسند فرمائے تو یہی بس ہے۔ورنہ یادگار رہے گی اور حق سبحانہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا کام دے گی۔**وباالله التوفيق**

یہاں سے لکھنا چاہا تھا مگر یہ بفضلہٖ تعالیٰ ایک کافی وافی نفیس مستقل رسالہ ہوگیا جس کا نام''**نور الفرقان بين جندالله واحباب الشيطٰن** رکھا گیا۔بعد تبییض انشاءاللہ العزیز اگر انجمن مبارک کی خواہش ہوئی جداگانہ مرسل ہوگا۔**ولله الحمد**

(۹،۸) کے جوابات اس فہرست سے واضح ہوں گے جسے لکھنے کے لیے فقیر نے مولانا ابوالعلاء امجد علی صاحب سے گزارش کردی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ اسی نیاز نامہ کے ساتھ مرسل ہوگی۔وہ امور کہ بعض جوابات سابقہ میں گزرے ضرور ملحوظ خاطر رہیں۔

(۱۰) **تلك عشرة كاملة** ۔اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خاص انجمن اہل سنت وجماعت سمجھتا ہے۔اور بفضلہٖ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا۔مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمے کاموں کی بے انتہا کثرت ہے۔اور اس پر نقاہت وضعف کی قوت،اور اس پر محض تنہائی ووحدت،ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبورانہ باز رکھتے ہیں۔خود اپنے مدرسے میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم ﷺ محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں،اہل سنت ومذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔مہینہ دو مہینہ سال دو سال۔اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں،اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرے کام کرسکتا تھا......اور جب بحمدہ اللہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے۔ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب ومولوی ابوالفرح عبدالمجید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کرکے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری۔ فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی صاحب اس پر مقرر فرمادیجے اور مجھ سے کوئی اور خدمتِ اہل سنت لیجیے۔ فرمایا دوسرا کوئی اسے کرسکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔

غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے ان میں سے ایک میرے مقدور بھر بالفعل موجود ہے تو اسی کو خدمتِ انجمن تصور فرمائیں۔ میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ ودعا گو ہوں۔ البتہ وجوہ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔ **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ یقول الحق ویهدی السبیل**۔ اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوئے ہیں، جہاں کہیں مشورہ خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔ فقیر کی کیا حقیقت ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اپنے زمانہ خلافتِ راشدہ میں فرماتے: **لاخیر فیکم مالم تقولوا ولاخیر فی مالم اسمع** تم مشورہ خیر نہ دو تو تم بھلائی نہیں اور میں اس کو نہ سنوں تو مجھ میں بھلائی نہیں۔ **وفقنا اللہ تعالیٰ ایاکم وسائر اخواننا لکل خیر وحفظنا وایاکم من کل خیر وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین وبارك وسلم آمین**۔ ۲۷/ جمادی الاخری ۱۳۳۰ھ

ماخوذ فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۲۸ تا ۱۴۱، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی

☆☆☆☆☆